جناب شفیق الدین فاروقی

حسین یادوں کا عظیم سرمایہ

چند محبّت بھری ادائیں، جو کبھی نہیں بھولیں گی

جناب شفیق الدین فاروقی، حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے داماد ہیں، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے ڈرائیوری اور خدمت کے مواقع انہیں میسر رہے، دوعشروں پر مشتمل یہ روئیداد اور حضرت رحمہ اللہ کے سیرت و حسنِ اخلاق کے واقعات جب زبانی سناتے ہیں تو سامعین کو حیرت و استعجاب میں ڈال دیتے ہیں اور دل چاہتا ہے کہ یہ ذکرِ خیر جاری ہی رہے۔ مگر تحریر کا اپنا لہجہ اور اپنی زبان ہے پھر بھی چند واقعات جو انہوں نے لکھ دیئے ہیں ——— حضرت شیخ رحمہ اللہ کو انسانی اقدار و روایات کے تقاضوں کو ملحوظ رکھنے اور ایک مربی و محسن اور کامل انسان کے طور پر پہچاننے میں ایک بہترین آئینہ ہیں۔

فکر نہ کریں اللہ مالک ہے

۱۔ رات کراچانک کسی عزیز کی میت ہوئی، پشاور جانا ہوا، مولانا سمیع الحق ان کے اہل خانہ اور بچے وغیرہ بھی ہمراہ تھے واپسی پر نوشہرہ کے قریب اچانک گاڑی بند ہوگئی رات کا ڈیڑھ بج رہا تھا۔ میں نے حتی الوسع جو ممکنات تھے درست کرنے لگے، وہ کیسے اپنی حد تک بظاہر تمام کوششیں کر ڈالیں لیکن گاڑی ٹھیک نہ ہوسکی۔ بظاہر کوئی بڑا نقص نہیں تھا، پٹرول بجلی کا نظام (کرنٹ)، تمام چیزیں درست تھیں لیکن گاڑی کسی صورت اسٹارٹ نہیں ہو رہی تھی۔ ڈسٹی بیوٹر، کاربوریٹر بھی کھول کر تمام چیک کیا اور آخر مایوس ہوکر، مولانا سمیع الحق صاحب جو سفر میں ہمراہ تھے سے عرض کیا کہ فون کرکے دوسری گاڑی کا بندوبست کرلیں۔ قریبی نوشہرہ ریلوے سٹیشن سے مولانا سمیع الحق صاحب نے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب کو اکوڑہ فون کیا۔ اور شیخ الحدیث صاحب نے فرمایا کہ " فکر نہ کریں اللہ مالک ہے "

میں مولانا انوار الحق کو بھیج رہا ہوں۔ چونکہ گاڑی دھکے دے کر اسٹارٹ کرنے کی کوشش میں مین جی ٹی روڈ سے ہٹ گئی تھی اس لیے سوچا کہ مین روڈ پر کھڑے ہوکر حافظ انوار الحق صاحب کا انتظار کیا جائے کہ انہیں ہماری تلاش میں دقت نہ ہو۔ جی ٹی روڈ پر جانے سے پہلے میں نے سوچا کہ گاڑی کی چابی جو کہ سوئچ میں لگی ہوئی تھی نکال لی جائے جیسا ہی باہر سے ہاتھ ڈال کر گاڑی کی چابی کھینچی اچانک گاڑی سٹارٹ ہوگئی۔ جبکہ اس کے اکثر حصے تاریں وغیرہ کھلی ہوئی تھیں پھر بظاہر اسباب اس کے اسٹارٹ ہونے کا کوئی امکان بھی نہ تھا۔ حضرت کی توجہ اور کرامت تھی کہ مولانا انوار الحق کے گھر سے نکلنے سے قبل قبل ہم لوگ اکوڑہ پہنچ گئے۔

انشاءاللہ وقت پر پہنچ جائیں گے

رمضان المبارک کا مہینہ تھا صبح ۹ بجے حضرت شیخ الحدیث صاحب نے گھر فون پر مجھے (دارالعلوم میں) اطلاع دی کہ راولپنڈی میں ایک جنازے میں شرکت کے لیے جانا ہے مرنے والے نے وصیت کی ہے کہ جنازہ میں نے پڑھانا ہے۔ " اگر تکلیف نہ ہو تو مجھے پنڈی لے جاؤ "۔ احقر نے حضرت رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ جنازہ کس وقت ہے تو حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا۔ ½۱۰ بجے۔ اس وقت تک دریائے اٹک پر نیا پل تعمیر نہیں ہوا تھا اور پرانے پل سے اکوڑہ اور راولپنڈی کی مسافت کم از کم دو، سوا دو گھنٹے سے کم نہ تھی جبکہ سارا وقت ڈیڑھ گھنٹہ موجود تھا میں نے عرض کیا کہ حضرت بظاہر پہنچنا مشکل ہے جیسا آپ کا حکم ہو میں آرہا ہوں۔ حضرت نے تاکید فرمائی کہ دیر نہ کرو۔ میں گھر کے دروازے میں کھڑا تمہارا انتظار کر رہا ہوں " انشاء اللہ وقت پر پہنچ جائیں گے "۔ بفضل اللہ تعالیٰ ہم ٹھیک ½۱۰ بجے جنازہ گاہ میں موجود تھے۔

انجن تباہ ہوگیا تھا مگر گاڑی چلتی رہی اور وقت پر بھی پہنچا دیا

گرمیوں کے دن تھے جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد حضرت رحمہ اللہ نے

فرمایا کہ مولانا قاری سعید الرحمن صاحب کے مدرسہ میں آرام کر لیتے ہیں اور عصر کے وقت اکوڑہ کے لیے روانہ ہو جائیں گے انشاء اللہ افطار اکوڑہ میں گھر پر کریں گے" چنانچہ واپسی پر مانسر کیمپ کے قریب اچانک گاڑی بند ہو گئی حضرتؒ نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے میں نے عرض کیا خیریت ہے شاید گرم ہونے کی وجہ سے گاڑی بند ہو گئی ہے میں دیکھتا ہوں۔

مجھے اندازہ ہوا کہ ریڈی ایٹر میں پانی کم ہے قریب ہی سے میں پانی لے کر آیا اور دو ڈبے پانی ڈالا لیکن پھر بھی کم محسوس ہوا۔ چار پانچ ڈبے ڈالنے کے بعد میں ششدر رہ گیا حیرانگی کی انتہا نہ رہی کہ پانی نیچے بھی نہیں گرتا تھا اور ریڈی ایٹر بھی خالی رہتا تھا۔ پریشان ہو کر اسی حالت میں پھر گاڑی سٹارٹ کرنے کی کوشش کی تو گاڑی سٹارٹ ہو گئی اور ہم اس صورت میں روانہ ہوئے کہ گاڑی کے انجن سے عجیب وغریب قسم کی آوازیں آرہی تھیں سخت جھٹکے لگتے تھے خود بخود چلتے چلتے بند ہو جاتی تھی اور پھر روانہ ہو جاتی تھی اسی حالت میں ہم جب گھر کے دروازے پر پہنچے تو مغرب کی اذان ہو رہی تھی اس طرح حضرتؒ کے ارشاد کے مطابق ہم افطاری کے وقت گھر موجود تھے۔

دوسرے روز جب صبح مکینک کو بلایا اور گاڑی چیک کرائی تو اس نے کہا کہ یہ ورکشاپ میں لے جا کر انجن کھولنا پڑے گا تب صحیح صورت حال کا اندازہ ہو سکے گا اور جس وقت ورکشاپ میں انجن کھولا گیا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی اور ششدر رہ گیا (جو ایک ٹیکنیکل آدمی سمجھ سکتا ہے) کہ انجن میں دو پسٹن ٹوٹے ہوئے تھے۔ کننگ راڈ ( ) ٹوٹنے کے بعد انجن کو بھی توڑ چکے تھے اور موبائل اور پانی اکٹھا ہو گیا تھا ایسی صورت میں کسی بھی انجن کا اسٹارٹ رہنا بظاہر اسباب ناممکن ہے۔ یہ انجن مرمت کے قابل بھی نہ تھا دوبارہ دوسرا انجن خرید کر اس گاڑی میں لگایا گیا بہرحال عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ گاڑی صرف کرامات پر چلتی رہی اور اللہ پاک غیبی مدد کرتے رہے۔

ڈرائیور سوتا رہا اور گاڑی ۱۲ کلومیٹر چلتی رہی

۳۔ ایک روز دوپہر کے وقت اسمبلی کے اجلاس سے فراغت کے بعد شیخ الحدیثؒ نے اکوڑہ جانے کی خواہش ظاہر کی دوپہر کو کھانا کھانے کے بعد راقم کو قیلولہ کی عادت ہے اس موقع پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اور مولانا انوار الحق صاحب نے حضرت شیخ الحدیثؒ سے عرض کیا کہ کچھ دیر آرام کرتے ہیں عصر کے وقت چلیں گے گرمیوں کے دن ہیں اور اس وقت گرمی بھی زیادہ ہے لیکن شیخ الحدیثؒ نے فرمایا کہ "دن ضائع ہوتا ہے" چلنا چاہیے۔ تقریباً ڈھائی بجے اسلام آباد سے روانہ ہوئے شیخ الحدیث صاحب آگے کی سیٹ میں اور مولانا حافظ انوار الحق صاحب اور مولانا سمیع الحق صاحب پچھلی نشست پر بیٹھے تھے۔ اسلام آباد سے نکلنے کے بعد ترنول تک آپس میں بات چیت کرتے رہے ترنول کے بعد تینوں حضرات سو گئے ترنول ٹیکسلا تک کا سفر مجھے یاد ہے۔ اس کے بعد میں بھی سو گیا اس کے بعد گھبراہٹ سے اچانک آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ میں غلط سمت پر روانہ ہوں اور سامنے سے ایک بس آرہی ہے چند سیکنڈ قبل اگر میری آنکھ نہ کھلتی تو بس اور کار کا تصادم یقینی تھا۔ اور جب آنکھ کھلی میں نے گاڑی اپنی سمت پر کی تھوڑا سا حواس کو جمع کیا اور آس پاس دیکھا کہ یہ کون سی جگہ ہے؟ معلوم ہوا کہ حسن ابدال سے گزر رہے ہیں۔ میں نے وہیں پر گاڑی روک دی۔ گاڑی رکنے کے ساتھ سب لوگ بیدار ہو گئے حضرت شیخ الحدیثؒ نے مجھ سے پوچھا کہ کیوں رکے؟ میں نے تمام واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا۔ وضو کر لو اور چائے پی لو اللہ مالک ہے، یہ حضرت کی کرامت تھی کہ ۱۰، ۱۲ کلومیٹر کے فاصلہ میں میں سویا رہا اس وقت ٹریفک بھی ون وے تھی سڑک بھی تنگ اور خراب تھی درمیان میں کئی جگہ موڑ بھی تھے مگر اللہ حافظ رہا اور گاڑی چلتی رہی۔

گلاب کا پھول

۴۔ میں دفتر الحق میں مصروف کار تھا کہ اچانک دارالعلوم کے ناظم اعجاز حسین نے مجھے کہا کہ حضرت شیخ الحدیثؒ مجھے یاد فرما رہے ہیں، میں نے پوچھا، کہاں ہیں تو انہوں نے بتایا کہ دفتر اہتمام سے گھر کے لیے روانہ ہو چکے ہیں۔ اور سڑک پر گاڑی میں تشریف فرما ہیں کہ آپ کو یاد فرمایا ہے۔ میں فوراً اٹھا کہ نہ جانے کیا ایسی بات تھی کہ حضرت شیخ نے سڑک پر رک کر مجھے یاد فرمایا۔ خدا جانے کیا بات یاد آئی۔ حاضر خدمت ہوا، سلام عرض کیا، اور عرض کی حضرت حکم فرمائیں آپ نے مجھے یاد فرمایا۔ حضرت مسکرائے، اور سرخ رنگ کا ایک تازہ گلاب کا پھول مجھے عنایت کیا اور فرمایا " بس یہی دینے کے لیے بلایا تھا" اور حضرت گھر تشریف لے گئے۔ اس پھول کی تعبیر شیخ الحدیثؒ کی پوتی سے رشتے کی صورت میں آٹھ سال بعد ظاہر ہوئی۔

رفقاء سفر کے آرام کا خیال

حضرت شیخ الحدیثؒ کے ساتھ اجلاس اسمبلی کے دوران ایک کمرہ میں شب گزارنے کے کئی مواقع آئے تمام رات تہجد، گریہ وزاری میں گزرتی تھی لیکن کبھی بھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ حضرت شیخ الحدیث تہجد صبح کی نماز یا اپنی حاجت کے لیے اٹھے ہوں اور کوئی شور ہوا ہو۔ اکثر ایسا ہوا کہ راقم جاگ رہا ہوتا تھا کہ شیخ الحدیثؒ دبے پاؤں اٹھتے تھے نہایت آرام سے دروازہ کھولتے تھے باتھ روم تشریف لے جاتے تھے اور واپسی پر جب حضرتؒ کو میرے جاگنے کا کسی طرح احساس ہو جاتا تھا۔ تو حضرتؒ فرماتے تھے کہ میری وجہ سے تمہاری آنکھ کھل گئی تمہیں میں نے

(بقیہ صفحہ ۱۳۸ پر)